

49010 - نماز عید میں راستہ بدلنے کی حکمت

سوال

میں نے پڑھا ہے کہ نماز عید کے لیے جاتے ہوئے ایک راستہ اور واپسی کے لیے دوسرا راستہ اختیار کرتے، اس میں کیا حکمت ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ:

"عید کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف راستے پر چلتے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (986).

راستہ مختلف ہونے کا معنی یہ ہے کہ: ایک راستے سے جاتے تو واپسی دوسرے راستے سے آتے.

مومن شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرنی چاہیے، چاہے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی حکمت کا علم ہو یا نہ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یقیناً تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا اور اللہ تعالیٰ کی بکثرت یاد کرتا ہے الاحزاب (21).

ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال میں ان کی پیروی و اقتدا اصل اصیل ہے. اہ

تفسیر ابن کثیر (3 / 756).

اس کی حکمت میں علماء کرام کے اقوال مختلف اور بہت زیادہ ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اس کے معنی میں علماء کرام کے بہت سے اقوال ہیں: ان میں سے میرے پاس بیس سے زیادہ اقوال جمع ہوئے ہیں:

میں نے ان کی تلخیص کر کے ان میں سے واپسی اور غلط قسم کے اقوال بیان کر دیے ہیں:

قاضی عبدالوہاب مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس میں کئی ایک فوائد ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے کئی ایک تو قریب قریب ہیں، اور اکثر صرف فارغ دعوے ہی ہیں۔ انتہی

ان میں سے کچھ یہ ہیں:

1 - ایسا اس لیے کیا تا کہ دونوں راستے گواہی دیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: جن و انس میں سے سے وہاں رہنے والے اس کی گواہی دیں۔

2 - ایک قول یہ ہے کہ: ان دونوں راستوں میں گزرنے کی فضیلت یا اس سے تبرک کی برابری کی جائے۔

3 - یہ بھی کہا گیا ہے کہ: عیدگاہ جانے کا راستہ آپ کے دائیں طرف تھا اس لیے واپس دوسرے راستے سے آئے اگر اسی راستے سے آتے تو وہ بائیں جانب ہو جاتا، لیکن اس کی دلیل درکار ہے۔

4 - ایک قول یہ ہے: دونوں راستوں میں دینی شعار کے اظہار کے لیے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اللہ کے ذکر کا اظہار کرنے کے لیے۔

5 - ایک قول یہ ہے: تا کہ منافقین یا یہودیوں کو غیظ و غضب کا شکار کریں۔

اور یہ بھی قول ہے: تا کہ انہیں اپنے ساتھ لوگوں کی کثرت دکھائیں، اسے ابن بطال نے راجح قرار دیا ہے۔

6 - یہ قول بھی ہے: دونوں گروہوں کے ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی خاطر ایسا کیا، لیکن یہ صحیح نہیں لگتا۔

7 - ایسا اس لیے کیا تا کہ خوشی و سرور کو عام کریں، یا آپ کے گزرنے اور دیکھنے اور ان سے اپنی ضروریات کی اشیاء فتویٰ وغیرہ یا تعلیم کا فائدہ حاصل کریں، اور آپ کی راہنمائی حاصل کریں، اور اقتدا کریں، یا ان پر سلام وغیرہ کریں۔

8 - ایک قول یہ بھی ہے: اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیارت اور صلہ رحمی کے لیے کیا۔

9 - تا کہ اس سے حالت کی تبدیلی کی نیک فال لیں کہ بخشش اور رضا و خوشنودی حاصل ہو۔

10 - یہ قول بھی ہے: جب جاتے تو صدقہ و خیرات کرتے جاتے، اور جب واپس پلٹتے تو دوسرے راستے سے واپس ہوتے تا کہ سوال کرنے والے کو خالی واپس نہ کریں، یہ بہت ہی ضعیف قول ہے، اور دلیل کا محتاج ہے۔

11 - یہ بھی کہا گیا ہے: جانے والا راستہ آنے والے راستے کی بنسبت دور تھا، لہذا جانے میں زیادہ قدم اٹھانے کا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے لمبے راستے سے جاتے، اور واپسی میں چھوٹا راستہ اختیار کرتے تاکہ گھر جلد واپس پہنچ سکیں۔

رافعی نے یہی اختیار کیا ہے، اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں اس کی دلیل چاہیے، کیونکہ واپسی میں بھی قدموں کا اجر و ثواب لکھا جاتا ہے، جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث سے ثابت ہے۔

12 - یہ قول بھی ہے: کیونکہ راستے میں فرشتے کھڑے ہوتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ دونوں راستوں میں کھڑے فرشتے گواہی دیں۔ اھ

حافظ رحمہ اللہ کی کلام اختصار کے ساتھ ختم ہوئی۔

زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بعض حکمتیں ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

زیادہ صحیح یہی ہے کہ ان اور اس کے علاوہ دوسری حکمتوں کی بنا پر ہی ایسا فعل کرتے تھے، آپ کا فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اھ

دیکھیں: زاد المعاد (1 / 449)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ راستہ بدلنے میں حکمت کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنا۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کسی مومن مرد اور عورت کو کوئی حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو اس میں انہیں



اپنے معاملہ کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ واضح اور صریح گمراہی میں ہے۔

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (16 / 222)۔

واللہ اعلم .